1989ء کا سال تاریخ انسانی میں ایک ایسا بلند اور ممتاز سال بن کر اُبھرا ہے کہ اسے قیامت تک مؤرخ بھلا نہیں سکے گا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ ؍دسمبر ۱۹۸۹ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

یہ جمعہ جس کی ادائیگی کے لئے آج ہم اکٹھے ہوئے ہیں، سال ۱۹۸۹ء کا آخری جمعہ ہے اور دو روز تک یہ سال اختتام پذیر ہونے والا ہے۔ یہ سال نہ صرف یہ کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک غیر معمولی سال ہے بلکہ دنیا کی تاریخ میں بھی یہ سال ایک غیر معمولی سال بن کر ابھرا ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی گہری حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا جب ہم ربوہ میں ۲۳ ؍مارچ کا دن خوشی کے دن کے طور پر منانا چاہتے تھے تو جماعت کے دشمنوں نے پورا زور لگایا کہ وہ ربوہ میں یا دوسری جگہوں پر بھی جماعت احمدیہ کو اس دن کی خوشی نہ منانے دیں لیکن خدا کی تقدیر نے ان کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ سارے ملک میں وہ دن خوشیوں کے دن کے طور پر منائیں اور ۲۳ ؍تاریخ یوم پاکستان کی ایسی تاریخ ہے جسے پاکستان کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔

تو بہت لمبا عرصہ پہلے جب ۲۳ ؍مارچ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لدھیانہ میں بیعت لی، اس بات کو پاکستان بنانے والوں نے یا پاکستان کی راہ میں خدمتیں کرنے والوں نے تو کبھی سوچا بھی نہ ہوگا اور ۲۳ ؍مارچ کا دن یوم پاکستان مقرر ہونا ایک ایسا فعل ہے جس میں پاکستان کی تحریک سے تعلق رکھنے والوں کا کوئی بھی عمل دخل نہیں۔ تقدیر نے یہ دن ان پر مسلط کر

دیا، ان پر ٹھونس دیا۔ جب تک وہ اس دن کو جماعت احمدیہ کی خوشیوں کے دن کے طور پر نہیں مناتے ، یہ دن ان پر مسلط ہو چکا ہے اور جب وہ اس کو پہچان جائیں گے تو پھر وہ اصلی خوشیوں کا دن ابھرے گا، جب ۲۳ /مارچ کو پاکستان کے قیام کا دن بھی ہوگا اور احمدیت کے قیام کا دن بھی ہوگا۔ اور یہ دونوں خوشیاں مل کر عیدیں بن جایا کریں گی۔

اسی طرح کی ایک حکمت اس سال میں بھی پوشیدہ ہے۔ اس سال میں ایسے حیرت انگیز تغیرات برپا ہوئے ہیں کہ دنیا کے دانشوروں کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔ یورپ میں جو کچھ ہوا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور اسی طرح دنیا کے دیگر بعض ممالک میں تبدیلیوں کے جو آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ وہ سب تبدیلیاں ایسی ہیں جن میں سیاستدانوں کا کوئی عمل دخل نہیں۔ ان کے لئے یورپ میں ہونیوالی عظیم تبدیلیاں اور اشتراکی ممالک میں ہونے والے انقلابات اسی طرح تعجب انگیز تھے جس طرح باقی دنیا کے لئے تعجب انگیز تھے۔ ان کی کوششوں کا جہاں تک دخل ہے وہ کوششیں تو چین میں کی گئی تھیں اور انسانی کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اور ساری دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے سیاست دانوں نے مل کر چین میں جو انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی تھی اس میں وہ کلیۃً ناکام رہے۔ وہاں انقلابات ہوئے جہاں محض خدا کی تقدیر کو دخل تھا۔ جہاں انسانی کوششوں کا کوئی بھی ہاتھ نہیں تھا۔ اس لئے ابھی سے دانشور یہ لکھنے لگے ہیں اور مختلف مواقع پر یہ بیان دینے لگے ہیں کہ یہ سال جو ۱۹۸۹ء کا سال ہے، یہ انسانی تاریخ میں ایک ایسا بلند اور ممتاز سال بن کر ابھرا ہے کہ اسے قیامت تک مؤرخ بھلا نہیں سکے گا۔ ایک غیر معمولی شان ہے اس سال میں اور آئندہ کیلئے بنیادیں ڈالنے والا سال ہے۔ پس اس کی بلندی محض اپنی ذات کی بلندی نہیں بلکہ آئندہ دنیا کی سر بلندی کے لئے اس سال میں بنیادیں قائم کی گئی ہیں۔ اور یہ وہی سال ہے جس کو خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کا عالمی جشن تشکر قرار دیا۔

اب اس میں ہماری اور آپ کی، انسانوں کی کوششوں کا ظاہر ہے کہ کوئی ادنیٰ سا بھی دخل نہیں۔ اللہ تقدیر بنا رہا ہے اور تمام دنیا کو مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے سال کو کبھی نہ بھلا سکے اور ہمیشہ اس سال کو سنہری حروف سے لکھتی چلی جائے۔ پس خدا کی بہت سی تقدیریں مخفی طور پر ایسے کام کر رہی ہوتی ہیں کہ سطح پر ان کے کوئی اثرات ظاہر نہیں ہوتے

اچانک جس طرح سمندروں میں جزیرے ابھر آتے ہیں اس طرح جب وہ خدا کی تقدیر آخری صورت میں ابھرتی ہے تو دنیا حیرت سے اس کو دیکھنے لگتی ہے۔ پس ان دونوں باتوں میں حکمت ہے۔ یہ دونوں باتیں اتفاقی نہیں ہیں۔

۲۳؍ مارچ کے دن کو پاکستان کی خوشیوں کا دن قرار دے دینا اور صد سالہ جشن تشکر کے سال کو تمام عالم کی خوشیوں کا سال قرار دے دینا اور اس سال میں حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کرنا اور حیرت انگیز تبدیلیوں کی بنیادیں قائم کرنا یہ ایسی باتیں تو نہیں ہیں جو اتفاقاً اکٹھی ہوگئی ہیں۔ ان کے اندر خدا کی تقدیر کارفرما دکھائی دیتی ہے اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس کثرت کے ساتھ فضل کبھی نازل نہیں ہوئے جتنے اس سال نازل ہوئے ہیں اور اس میں کسی حد تک تو آپ یہ کہہ سکتے تھے کہ ہم نے جشن تشکر کی تیاریاں کی تھیں، اس کے نتیجے میں کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی تھا لیکن خدا کے جن فضلوں کا میں پہلے ذکر کرتا چلا آیا ہوں ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کا ہماری تیاری سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ خدا کی طرف سے آسمان سے فضل نازل ہوئے ہیں اور اُن کو ہم نے نازل ہوتے دیکھا ہے اور ہر پہلو سے جماعت کو اس سال میں غیر معمولی عظمت عطا ہوئی، غیر معمولی تقویّت نصیب ہوئی اور ہمارے دشمنوں کو غیر معمولی ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑا یہ سب باتیں اتفاقی تو نہیں ہوسکتیں۔ بہت ہی جاہل ہوگا جو اس ساری تصویر کو اکٹھی دیکھے اور پھر کہے کہ اتفاقاً یہ نقوش بنتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ایک معنی خیز تصویر ابھر آئی۔ یہ وہ سال ہے کہ جب بیعتوں کے لحاظ سے بھی اس کثرت سے خدا تعالیٰ نے لوگوں کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق عطاء فرمائی ہے کہ جب آپ اس کا گراف دیکھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ یوں لگتا ہے جیسے ایک بلند ہوتی ہوئی سڑک پر اچانک مینار بنا دیا گیا ہو اور مینار کے ساتھ وہ سڑک اٹھنی شروع ہو جائے لیکن یہ بھی مجھے یقین ہے۔ میں خدا کے فضل سے یہ امید رکھتا ہوں کہ چونکہ یہ اتفاقی واقعہ نہیں اس لئے یہ جو ترقی کی رو ہے یہ آگے بڑھے گی اور پیچھے نہیں ہٹے گی۔

دنیا کی تاریخ میں تو یہ سال ابھرا ہے اور ابھر کر پھر کسی حد تک نیچے گرنے والا ہے مگر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں اور اسی کے لئے آپ کو دعا کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دعا یہ کریں کہ مڑ کر دیکھیں تو اس سال کے پیچھے گہرائی دکھائی دے مگر آگے دیکھیں تو پھر اور اٹھتے ہوئے بلند

ترمینار دکھائی دیں اور یہ سال آئندہ ترقی کے لئے رفتاریں سیٹ کرنے والا Pace Maker بنے جس طرح دوڑوں میں سب سے اگلا کھلاڑی جو سب سے زیادہ توانا ہوتا ہے اور چست و چالاک ہوتا ہے اور رفتار میں سب سے زیادہ نمایاں طور پر آگے بڑھنے کی توفیق پاتا ہے، ایسے کھلاڑی کو کہتے ہیں اس نے Pace سیٹ کر دی یعنی اس نے باقی کھلاڑیوں کے لئے رفتار معین کر دی ہے۔ اب وہ اس کا ساتھ دے سکیں گے تو ساتھ رہیں گے ورنہ پیچھے رہ جائیں گے۔ تو خدا کرے کہ یہ سال آئندہ سالوں کے لئے Pace سیٹ کرنے والا سال ثابت ہو اور اس سال کے بعد میں آنے والے سال گویا اس سال سے سبق سیکھتے ہوئے اسی رفتار سے آگے بڑھیں جس رفتار سے یہ سال اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ آگے بڑھا ہے۔ اس موقعہ پر ہمیں خاص طور پر دعا کرنی چاہئے کہ یہ جو عالمی تغیرات ظاہر ہوئے ہیں، جن کے متعلق ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اسلام کی ترقی کے لئے خدا تعالیٰ کی تقدیر نے نئی بنیادیں قائم کی ہیں یا نیا موڑ موڑا ہے۔ اس موڑ پر کھڑے ہو کر جو آئندہ دنیا ہمیں دکھائی دیتی ہے، اس کے لئے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے اور ان دعاؤں کی ضرورت ہے کہ خدا کی تقدیر نے ترقی کے یہ جو آثار باندھے ہیں، ہم اس بات کے اہل ہوں کہ ان سے پوری طرح استفادہ کر سکیں۔ ہم اس بات کے اہل ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کے جو نئے دروازے کھولے ہیں۔ نئے ایونیو، نئے ایوان ہمارے لئے ہم پر روشن کئے ہیں۔ ان تک پہنچنا ہم پر آسان فرما دے، ان سے بھر پور استفادے کی ہمیں توفیق ملے۔ اور جس جس طرف سے خدا تعالیٰ کی تقدیر نے ہمیں آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے، جس طرح تیز ہوائیں پیچھے سے دھکیلتی ہیں تو جس کو دھکیلا جا رہا ہے اس کی کوشش کا بھی کوئی دخل ہوا کرتا ہے۔ یہ تو درست ہے کہ بعض دفعہ آندھیاں اتنی تیز بھی چلتی ہیں کہ کوئی جانا چاہے یا نہ چاہے، اس سمت میں اس شخص کو دھکیلتی ہوئی لے جاتی ہیں۔ لیکن اگر دوڑنے والا اس سمت میں دوڑنا چاہے اور دوڑنے کی پوری کوشش بھی کرے تو پیچھے سے آنے والی ہوائیں اس کو بہت تیزی سے آگے بڑھاتی ہیں۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے یہ تبدیلیاں اس قسم کی ہواؤں کا حکم رکھتی ہیں جو خاص سمتوں میں چلائی جا رہی ہیں۔ اگر آپ دوڑنے کی نیت رکھتے ہیں تو دوڑنے کے لئے کمر کسیں اور تیار ہو جائیں کیونکہ اب یہ وقت چلنے کا وقت نہیں رہا بلکہ تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے آگے بڑھنے کا وقت

ہے اور اپنی سابقہ سستیوں کا ازالہ کرنے کا وقت ہے۔ جو کچھ ہم سے غفلتیں ہوئیں ان پر استغفار کا وقت ہے اور خدا کی طرف سے چلنے والی ان ہواؤں سے پورے استفا دے کا وقت ہے۔ بادبانی کشتیاں جس طرح ہواؤں کے رخ پر بڑھا کرتی ہیں اسی طرح آپ کی رفتار بھی اس تیزی سے بڑھنی چاہئے جس طرح بغیر ہوا کے بادبانی کشتیاں چپو سے چل رہی ہوں اور اچانک ایک پاکیزہ ہوا، عمدہ ہوا جس میں خطرات نہ ہوں بلکہ مبشرات ہوائیں ہوں۔ ایسی ہوا چلنی لگ پڑے۔ اور بادبانی کشتیاں تیزی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف آگے بڑھنے لگیں۔ قرآن کریم میں حضرت سلیمانؑ کے متعلق یہ مثال دی گئی ہے کہ ان کا بڑھنا اس طرح تھا جیسے ہوا کے گھوڑوں پر کوئی سوار ہو اور تیز ہوائیں ان کے دن کے سفر کو بھی مہینے کا سفر بنا دیا کرتی تھیں اور ان کے رات کے سفر کو بھی مہینے کا سفر بنا دیا کرتی تھیں۔ یہ تو پرانے زمانوں کی باتیں ہیں۔ ہم تو حضرت محمد مصطفی ﷺ کے غلام ہیں۔ یہ دعائیں کریں کہ ہمارے لئے خدا ایسی ہوائیں چلائے کہ ہمارے دن کا سفر بھی ایک سال کے سفر کے برابر ہو جائے اور ہماری راتوں کا سفر بھی ایک سال کے برابر ہو جائے اور اس تیزی کے ساتھ ہم دنیا میں ترقی کرتے ہوئے خدا کی توحید کا پیغام تمام عالم کو پہنچائیں اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے حسن سے کل عالم کو خیرہ کر دیں۔ دعاؤں کے ساتھ کوشش کے ساتھ، محکم عزم کے ساتھ اور صبر کے ساتھ اب ہمیں بہت تیز رفتار سے آگے بڑھنا ہے اور خدا کرے کہ ہمارا اگلا سال یہ ثابت کرنے والا ہو کہ ہم ۱۹۸۹ء کے سال کو مڑ کر ایک بلندی کے سال کے طور پر نہیں بلکہ بلندیاں پیدا کرنے والے سال کے طور پر دیکھا کریں گے۔

اس کے بعد میں اسی خطبے میں آئندہ سال کی جماعت احمدیہ کو مبارکباد بھی دیتا ہوں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے، خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کی ترقی کی رفتاروں کے پیمانے بدل چکے ہیں۔ اب یہ بات نہیں رہی کہ پچھلے سال سے اتنے فیصد زیادہ یا اتنے فیصد زیادہ پیمانے تبدیل کئے گئے ہیں۔ اس لئے آپ دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور اللہ آپ کیساتھ ہو۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ ہماری بلاؤں کو ٹال دے اور بلاؤں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو اجر کے وعدے ہیں ان کو ہماری توقعات سے بھی بہت زیادہ پورا کرے۔ جو ہم میں سے دکھی ہیں ان کے دکھ دور فرمائے۔ جن کے سروں پر خطرات منڈلا رہے ہیں ان خطرات کو جھوٹا اور باطل ثابت کر دے اور

ہمارے نقصانوں کو اپنے فضل سے پورا کرے اور ہمارے نفعوں کو بڑھادے اور ہر پہلو سے جماعت کے لئے دنیا میں بھی اور آخرت کے لحاظ سے بھی یہ آنے والا سال پہلے سال سے بہت بہتر ثابت ہو۔

یہ چونکہ سال کا آخری خطبہ ہے اس لئے روایات کے مطابق میں اسی خطبے میں وقف جدید کے سال نو کا اعلان بھی کرتا ہوں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے وقف جدید کی تحریک پہلے پاکستان اور ہندوستان میں کلیۃً محدود تھی۔ ان معنوں میں کہ چندہ بھی انہی دوملکوں سے وصول کیا جاتا تھا اور خرچ بھی انہی دوملکوں پر کیا جاتا تھا۔ گزشتہ چند سال سے میں نے یہ تحریک کی کہ تمام دنیا پر ہند اور پاکستان کے احسانات ہیں اور ایک لمبا عرصہ گزر گیا تقریباً ایک صدی ہوگئی کہ ہندوستان اور پاکستان سے خدا کی راہ میں عظیم مالی قربانی کرنے والوں نے تمام دنیا میں پیغام حق کا بوجھ اٹھایا تو جذبہ تشکر کے طور پر ایک تھوڑا سا ٹوکن اس بات کا ان کے حضور پیش کریں۔ یعنی ٹوکن سے مراد ہے کہ ایک مثال کے طور پر کچھ قربانی کا نمونہ ان کے سامنے پیش کریں اور باقی دنیا کی جماعتیں یہ کہیں کہ ہم بھی تمہارے لئے کچھ چندہ اکٹھا کرتے ہیں جو تم پر خرچ ہوگا۔ اس پہلو سے وقف جدید کی مالی تحریک کو سارے عالم پر ہم نے محیط کر دیا تھا۔ سارے عالم پر اس کا اطلاق کر دیا تھا اور یہ فیصلہ کیا تھا کہ آئندہ سب جماعتیں کچھ نہ کچھ ہندوستان اور پاکستان میں چلنے والی اس تحریک کی مدد کریں۔

اس تحریک کے بعض خاص ایسے پہلو ہیں جن کو جماعت کو پیش نظر رکھتے رہنا چاہئے۔ یہ تحریک غیر معمولی چندے طلب نہیں کرتی لیکن اس کا زور اس بات پر ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی حسب توفیق بشاشت کے ساتھ اور خوشی کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور خدا کی راہ میں پیش کریں۔ باقی تحریکات میں زیادہ تر مقابلے اس بات کے ہوتے ہیں کہ کون آگے بڑھتا ہے اور کون زیادہ خدا کی راہ میں لٹاتا ہے۔ اس تحریک میں ملکوں کے مقابلے ہیں کہ کتنے زیادہ افراد خدا کی راہ میں مالی قربانی میں شامل ہوتے ہیں۔ بچے بھی، عورتیں بھی، مرد بھی، بڑے بھی چھوٹے بھی سب مل کر اور جہاں تک شمولیت کا تعلق ہے، جتنی بھی کوئی توفیق پاتا ہے اس کی دی ہوئی رقم کو خوشی سے قبول کیا جاتا ہے۔ وقف جدید کے لئے جو کم سے کم معیار پاکستان میں مقرر تھا وہ چھ روپے کا تھا لیکن اس چھ روپے کے متعلق بھی ہم نے یہ اجازت دی تھی کہ اگر ایک غریب خاندان ہے جو سال میں چھ روپے بھی نہیں دے سکتا۔ مثلاً ایسے خاندان میں چھ افراد ہیں۔ ان میں سے ہر شخص چھ روپے نہیں دے سکتا تو

سارے مل کر ایک ایک روپیہ سال کا دے دیں۔ اور مشترکہ طور پر کم سے کم معیار کو پورا کر دیں۔

باہر کی دنیا کے لئے کم سے کم کوئی معیار باقاعدہ تو مقرر نہیں لیکن مال کے شعبے کی طرف سے مشورۃً یہ کہا جاتا ہے کہ دو پاؤنڈ مثلاً انگلستان کے لئے یا اس کی متبادل رقم یورپین امیر ملکوں کے لئے اگر ہو جائے تو یہ کم سے کم معیار سمجھنا چاہئے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، باقاعدہ کوئی فیصلہ نہیں ہے۔ اگر آپ اپنے بچوں کو اس میں شامل کرنا چاہیں اور مالی مشکلات راہ میں حائل ہوں تو اگر پچاس پینس بھی ایک بچے کی طرف سے ادا ہوگا۔ تو اس کا نام مجاہد وقف جدید کے طور پر لکھا جانا چاہئے اور آپ جماعتی لحاظ سے چھوٹی رقم دیکھ کر انکار نہ کریں۔ سب سے بڑی برکت چندہ دینے والے کو اس کے رجحان کے نتیجہ میں ملتی ہے، چندے کی مقدار بھی اہمیت رکھتی ہے۔ جماعت کو اس وقت بہت بڑے بڑے خرچوں کی ضرورت ہے۔ اس میں شک نہیں لیکن جہاں تک چندہ دینے والے کا تعلق ہے، اس کے رجحان، اس کے خلوص کا اس کے ثواب سے بہت زیادہ تعلق ہے۔ بنسبت اس کے کہ وہ کتنی رقم پیش کر سکتا ہے۔ ایک غریب آدمی جو خدا کی محبت میں محض للہ اپنی کسی ضرورت کو کاٹ کر چند پیسے بھی خدا کے حضور پیش کرتا ہے تو اس کا ایک خاص مرتبہ ہے جس مرتبے کو خدا پہچانتا ہے۔ بندے اس کو پہچانیں یا نہ پہچانیں اور اس پہچان کے مطابق وہ اس سے سلوک فرماتا ہے۔ اس لئے وقف جدید میں خصوصیت کے ساتھ میرا زور ہمیشہ اس بات پر رہا ہے کہ تعداد بڑھائیں اور کثرت کے ساتھ دوستوں کو اس میں شامل کریں کیونکہ بہت سے ایسے احمدی ہوں گے جو کسی چندے میں شامل نہیں ہیں۔ اگر ان کو کسی ایک چندے میں بھی شمولیت کی معمولی توفیق مل جائے تو میرا یہ تجربہ ہے کہ پھر وہ توفیق اپنی توفیق کو خود بڑھاتی رہتی ہے اور توفیق سے اور توفیق پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ نیکی میں بھی یہ خاصیت ہوتی ہے اور بدی میں بھی یہ خاصیت ہوتی ہے۔ ایک قدم آپ بدی کی طرف بڑھائیں تو بدی کی ڈھلوان آپ کو اپنی طرف کھینچنے لگ جاتی ہے۔ ایک قدم آپ نیکی کی طرف بڑھائیں تو بلندی کے باوجود آپ میں مزید توانائی پیدا ہوتی ہے اور مزید اوپر چڑھنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا شوق پیدا ہو جاتا ہے پہاڑوں پہ چڑھتے ہوئے مجھے بارہا یہ محسوس ہوا کہ شروع میں جب دیکھا کہ بہت ہی بلند چوٹیاں ہیں تو ہمت جواب دیتی تھی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی بلندی تک ہم اتنے وقت میں پہنچ جائیں گے لیکن جب انسان قدم اٹھانے شروع کر دے تو پھر اس کو پتا چلتا

ہے کہ ہر قدم اگلے قدم کے لئے ایک طاقت کا ذریعہ بن جاتا ہے، حوصلہ پیدا کرتا ہے اور جوں جوں آپ آگے قدم بڑھاتے جاتے ہیں اور مڑ کر دیکھتے ہیں کن نچلی سطحوں سے آپ کوشش کر کے اوپر ابھرے ہیں تو نیچے دیکھنا بھی آپ کے لئے تقویت کا موجب بنتا ہے اور اوپر دیکھنا بھی حوصلوں کو انگیخت کرتا ہے بجائے بجھانے کے۔ سفر شرط ہے۔

پس چندوں میں بھی میرا یہ وسیع تجربہ ہے اپنے متعلق بھی اور دوسروں کے متلعق بھی کہ جب بھی آپ خدا کی راہ میں کچھ پیش کر نیکی توفیق پاتے ہیں تو وہ توفیق آپ کی توفیق بڑھاتی ہے اور اس کے علاوہ ایک اور خدا کا فضل ہے جو ہمیشہ چندے دینے والوں پر نازل ہوتا ہے کہ ان کی مالی حیثیت بھی پہلے سے بہتر ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ان کے قرضوں کے بوجھ کم ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کو جو روز مرہ کی چٹیاں پڑتی رہتی ہیں اس میں کمی آجاتی ہے۔ کئی قسم کی مصیبتوں سے وہ بچائے جاتے ہیں پس میرے علم میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ چندہ دینے والا چندہ دینے کی وجہ سے نقصان میں رہا ہو یعنی جزا کا وہ مفہوم جو خدا کی رضا سے تعلق رکھتا ہے یا آخرت سے تعلق رکھتا ہو، اس کے علاوہ بات کر رہا ہوں۔ وہ تو اپنی جگہ ہے۔ انسان جب خدا کی راہ میں کچھ پیش کرتا ہے تو رضا کی خاطر کرتا ہے اور وہی چندہ ہے جو قبول ہوتا ہے اور اسی کے نتیجے میں دنیا بھی سنورتی ہے۔

پس جہاں تک نیتوں کا تعلق ہے، نیت یہ ہونی چاہئے کہ محض للہ خدا کی رضا کی خاطر ہم یہ دے رہے ہیں اور جب آپ اس نیت کے ساتھ دیتے ہیں تو اللہ کی رضا صرف آخرت کی جزا نہیں دیتی بلکہ دنیا میں بھی آپ کو جزا دیتی ہے اور چندہ دینے والا جانتا ہے یقینی طور پر اس کو علم ہو جاتا ہے کہ بہت سی ایسی برکتیں اس کو نصیب ہوئی ہیں جو پہلے حاصل نہیں تھیں۔ اس لئے دنیا میں لکھوکھہا احمدی ذاتی طور پر اس بات کے گواہ ہیں، بچے بھی گواہ ہیں، مرد بھی، عورتیں بھی۔ سب دنیا میں جماعت کے ساتھ خدا تعالیٰ یہی سلوک کرتا ہے کہ اخلاص کے ساتھ خدا کی راہ میں کچھ پیش کرنے والے کی قربانی کی توفیق بھی بڑھتی ہے اور مالی وسعت بھی اس کو عطا ہوتی ہے۔

پس وقف جدید میں جب ہم افراد کی تعداد میں اضافے پر زور دیتے ہیں تو میری نیت اس میں ہمیشہ یہی ہوتی ہے تا کہ وہ احمدی بھی جو اب تک مالی قربانی کی لذت سے محروم ہیں اور اس کی

برکتوں سے محروم ہیں، ان کو اس بہانے ایک موقعہ میسر آجائے اور پھر خدا کے فضل کے ساتھ وہ ہر دوسری تحریک میں بھی خود بخود آگے بڑھنے لگیں۔ اس پہلو سے بہت سا کام ابھی ہونا باقی ہے۔ اگر چہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس سال خدا کے فضل کے ساتھ ہر پہلو میں جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ وقف جدید کے چندے میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ وقف جدید کی قربانی کرنے والے افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے لیکن گنجائش ابھی بہت موجود ہے۔ افریقہ کے ممالک میں خصوصیت کے ساتھ بہت بڑی گنجائش موجود ہے۔ افریقہ کے ممالک میں جو امراء یا مربیان کام کرتے ہیں وہ بعض دفعہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی! غریب ہے ملک۔ اس میں قربانی کی توفیق اتنی نہیں مگر جہاں تک میرا جائزہ ہے۔ میں ان ملکوں میں پھر کے آیا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ غربت کے باوجود افریقہ میں مالی قربانی کی روح بڑی نمایاں ہے اور قربانی کے لحاظ سے افریقین قوم دنیا کی کسی قوم سے پیچھے نہیں بلکہ بعض پہلو سے بہت آگے ہے یعنی بعض دفعہ میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ نہایت غریب لوگ جن کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہوتی تھی، جن کو چوبیس گھنٹے میں صرف ایک کھانا ملتا تھا تو وہ غنیمت سمجھتے تھے، وہ بھی جماعت کے لئے مالی قربانی کا جذبہ رکھتے تھے اور ہمیشہ چندہ میں شوق سے شامل ہوتے تھے۔ غریب سے غریب نہایت ہی غریب گاؤں میں میں نے دیکھا کہ بڑے ذوق وشوق سے مسجدیں بنا رہے ہیں بغیر کسی سے کچھ مانگے سالہا سال مسلسل محنت کرتے چلے جا رہے ہیں جو کسی کو توفیق ملتی ہے وہ مسجد کے لئے پیش کر دیتا ہے۔ پس جماعت افریقہ پر جماعت کے منتظمین کو بدظنی کا کوئی حق نہیں ہے اور یہ بدظنی ان کو نقصان پہنچائے گی اور یہ بدظنی آئندہ نسلوں کو بھی نقصان پہنچائے گی۔ افریقہ میں جس تیزی کے ساتھ احمدیت پھیل رہی ہے اسی تیزی کے ساتھ افریقہ کی نئی آنے والی نسلوں کو یا نئی پیدا ہونے والی نسلوں کو بھی اور نئے آنے والے افراد کو بھی فوری طور پر بلا تاخیر مالی قربانی کا چسکا ڈال دینا چاہئے۔

مالی قربانی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے واقعی ایک چسکا ہے۔ دنیا والے جس طرح آج کل Drug Addiction میں مبتلاء ہو رہے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے جماعت احمدیہ میں بہت سارے احمدی ایسے ہیں جن کو چندے کی ''ایڈیکشن'' ہوگئی ہے اور یہ ''ایڈیکشن'' پھر اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ ان کو سنبھالنا پڑتا ہے روکنا پڑتا ہے کہ بھئی! ٹھہرو ذرا بس کرو تمہارے اپنے عزیز

ہیں، قریبی ہیں۔ ان کا بھی کچھ خیال کرو اور خلیفہ وقت کو یہ بھی نظر رکھنی پڑتی ہے کہ کون توفیق سے آگے بڑھ رہا ہے لیکن یہ ایسا نشہ ہے کہ جن کو پڑ جاتا ہے، واقعی نشہ بن کے چمٹ جاتا ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ ہم اپنی نسلوں کو دنیا کے نشوں میں مبتلا ہونے کا خطرہ مول لیں ان کو یہ اچھے نشے لگا دیں۔ یہ ایسے نشے ہیں جو پھر ان کو سنبھال لیں گے۔ آئندہ نسلوں کو سنبھال لیں گے اور اللہ کے فضل کے ساتھ جیسا کہ میں نے کہا ہے، ایک نیکی کا قدم دوسری نیکیوں کے قدم اٹھانے کی توفیق دیتا چلا جائے گا۔

اس وقت جو رپورٹ میرے سامنے ہے۔ جو اعداد و شمار میرے سامنے ہے، ان کی رو سے جو اول، دوئم، سوئم ممالک کے متعلق میں اعلان کروں گا غالباً یہ ترتیب تو الا ماشاء اللہ قائم رہے گی لیکن ہوسکتا ہے کہ کچھ حصوں میں تبدیلی ہو جائے کیونکہ بہت سے کوائف ابھی تک موصول نہیں ہوئے۔ یہ جو کوائف میں آپ کے سامنے پیش کرنے والا ہوں یہ نامکمل ہیں کیونکہ ابھی تک وقف جدید کے معاملے میں پوری تندہی کے ساتھ، مستعدی کے ساتھ جماعتیں رپورٹ نہیں بھجواتیں۔ اس وقت تک جو کوائف ہیں۔ پاکستان کے کوائف کا جہاں تک تعلق ہے حسبِ سابق کراچی خدا تعالیٰ کے فضل سے سرفہرست ہے۔ پچھلے سال بھی سرفہرست تھا اور پچھلے سال سے خدا کے فضل سے نمایاں طور پر بڑھ کر کراچی نے حصہ لیا اور ربوہ مجھے یاد نہیں کہ پچھلے سال دوئم تھا یا نہیں لیکن اس سال دوسرے نمبر پر ہے اور ربوہ میں چونکہ اکثر آبادی غرباء پر مشتمل ہے اس لئے ربوہ کا سارے پاکستان میں دوسرے نمبر پر آنا خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک خاص اعزاز ہے جو اہل ربوہ کو نصیب ہوا۔ لاہور خدا کے فضل سے چندوں میں بہت اچھا ہے۔ لیکن وقف جدید میں تیسرے نمبر پر ہے۔ کراچی کا قدم بہت نمایاں طور پر آگے ہے۔ ربوہ اس سے کئی قدم پیچھے ہے لیکن اس کے باوجود دوئم پوزیشن حاصل ہے اور لاہور کراچی سے یوں کہہ لینا کہ اگر کراچی نے تین قدم اٹھائے ہیں تو لاہور نے دو اٹھائے ہیں، یہ نسبت ہے ان کی آپس میں اور فیصل آباد امسال سیالکوٹ کو پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ سمجھ نہیں آئی کہ سیالکوٹ اپنے گزشتہ سال کے مقابل پر کیوں پیچھے ہٹا ہے اور یہ ایک استثنائی مثال ہے ورنہ بالعموم ہر ضلع آگے بڑھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں سے رپورٹیں آنے میں کچھ کمی رہ گئی ہے ورنہ مجھے سیالکوٹ پر حسن ظن ہے، خدا تعالیٰ نے اس کو جو یہ تقدم عطا فرمایا تھا، اولیت عطا فرمائی تھی، اس کو یہ

انشاء اللہ قائم رکھے گا اور امیر صاحب سیالکوٹ کو خصوصیت کے ساتھ یہ توجہ کرنی چاہئے کہ کسی قیمت پر بھی اپنے اس سال کو گزشتہ سال سے ہارنے نہ دیں۔ابھی وصولی کے کچھ دن باقی ہیں کیونکہ وقف جدید کی وصولی دسمبر میں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ عموماً جنوری کا پورا مہینہ اور فروری کا کچھ حصہ سال گزشتہ کی وصولی میں شمار ہوتا رہتا ہے۔اس لئے ویسے بھی مومن کو چاہئے کہ اس کا ہر قدم آگے بڑھے لیکن یہ سال چونکہ غیر معمولی خصوصیت کا سال ہے اس سال دنیا کی کسی جماعت کو بھی اپنے اخلاص پر یہ داغ نہیں لگنے دینا چاہئے کہ جب ساری دنیا میں ۱۹۸۹ء کا سال نمایاں شان سے آگے بڑھ رہا تھا تو ہمارے پاس سے جب یہ سال گزرا تو اس کے قدم ڈھیلے پڑ گئے اور پچھلے سال سے بھی پیچھے رہ گیا۔پس اس مسابقت کی روح کے ساتھ جو سالوں کے درمیان بھی چلنی چاہئے آپ اپنے اس سال کو پیچھے نہ ہٹنے دیں۔

دفتر اطفال بھی وقف جدید کا ایک دفتر ہے۔یعنی بڑوں کے چندے کے علاوہ اطفال کے چندے بھی الگ وصول کئے جاتے ہیں۔اس پہلو سے بھی خدا کے فضل کے ساتھ کراچی اول ہے لیکن لاہور ربوہ کو پیچھے چھوڑ گیا ہے اور اگر چہ بہت معمولی فرق ہے جس کو گھڑ دوڑ کی اصطلاح میں کہتے ہیں۔گردن کا فرق رہ گیا یا سر کا فرق رہ گیا تو اتنا تھوڑا سا فرق ہے۔آگے جا کر ممکن ہے وہ بدل جائے کیونکہ ابھی آخری لائن نہیں آئی جہاں سے گزرنا ہے تو بہر حال لاہور، ربوہ کو پیچھے چھوڑ گیا ہے۔اور راولپنڈی چوتھے درجے پر اور سیالکوٹ اس پہلو سے فیصل آباد کو پیچھے چھوڑ گیا ہے اور آگے نکل گیا۔الحمد للہ۔اور اپنے پچھلے سال سے بھی نمایاں ترقی کی ہے۔اس لئے مجھے خیال ہے کہ غالباً اعداد و شمار کی غلطی ہوگی ورنہ وقف جدید کے لحاظ سے اگر اطفال میں سیالکوٹ کا قدم آگے ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ بالغان میں بھی وہ قدم آگے نہ بڑھے۔ہاں تعداد کے لحاظ سے پاکستان کی رپورٹیں نہیں موصول ہوئیں۔بعض جگہ تعداد کا ذکر ہے بعض جگہ نہیں ہے اس لئے میں نے پاکستان میں شامل ہونے والوں کے اعداد و شمار آپ کے سامنے پیش نہیں کئے۔وقف جدید کو چاہئے کہ وہ بعد میں گزشتہ سال کے موازنے کے ساتھ تیار کر کے مجھے بھجوائے۔

جہاں تک بیرونی دنیا کا تعلق ہے، اس میں امسال خدا کے فضل سے شمولیت کرنے والوں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔جیسا کہ آپ کو علم ہے یہ تحریک بیرونی دنیا کے لحاظ سے ابھی نئی

ہے کچھ اجنبیت رکھتی ہے اور اس کو پوری طرح متعارف کرانے میں ابھی جماعتوں کو بہت محنت کرنا ہوگی لیکن اس کے باوجود نمایاں فرق ہے یعنی گزشتہ سال بیرون پاکستان اور بیرون ہند شمولیت کرنے والوں کی تعداد سات ہزار ایک صد چوالیس تھی اور امسال گیارہ ہزار آٹھ صد انچاس ہوگئی ہے لیکن گیارہ ہزار کی یہ تعداد بھی اور گزشتہ ۷ ہزار کی تعداد بھی یقیناً آخری نہیں کیونکہ یہ چند جماعتوں کے، چند ملکوں کے اعداد و شمار سے خلاصہ تیار کیا گیا ہے جو گزشتہ سال بھی نامکمل تھا اور امسال بھی نامکمل ہے لیکن جہاں تک عمومی موازنے کا تعلق ہے وہ ہم کر سکتے ہیں۔ کم و بیش اتنی ہی رپورٹوں پر گزشتہ سال یہ تعداد ۷،۱۴۴ تھی اور امسال ۱۱،۸۴۹ ہے گویا خدا کے فضل سے ۶۵ فیصد اضافہ ہے۔

آمدہ رپورٹس میں ۲۰ ممالک ایسے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے ملک میں شامل ہونے والے بچوں کی تعداد کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس کو الگ ظاہر کرنا چاہئے۔ صرف ۱۶ ایسے ممالک ہیں جنہوں نے بچوں کی شمولیت کا علیحدہ ذکر کیا ہے۔ صرف ۲۰ ممالک ایسے ہیں جن کی آخری شکل میں رپورٹ اب تک موصول ہوئی ہے اور باقی ممالک کی رپورٹیں یا تو ابھی ڈاک میں ہی چل رہی ہوں گی۔ کرسمس کی وجہ سے بھی بعض دفعہ دیر ہو جاتی ہے اور یا ممکن ہے کہ وہاں سے چلی ہی نہ ہوں اس لئے اگلے مہینے تک شاید آجائیں۔ اس اطلاع کے مطابق حسب ذیل ۲۰ ممالک ہیں جنہوں نے رپورٹ اب تک کی مکمل بھجوا دی ہے۔

جرمن، ہالینڈ، سیرالیون، مسقط، سپین، کینیڈا، انڈونیشیا، گی آنا، تنزانیہ، ناروے، جاپان، آئرلینڈ، گوئٹے مالا، زائیر، ڈنمارک، سوئٹزرلینڈ، ساؤتھ افریقہ، کویت، امریکہ اور برطانیہ۔

اب اس میں چھوٹے چھوٹے ممالک بھی شامل ہیں۔ بعض بڑے بڑے بھی ہیں بعض بڑے بڑے نہیں ہیں اور اسی طرح چھوٹے چھوٹے بھی بہت سے تعداد میں ہیں جو ابھی تک ان رپورٹوں میں شامل نہیں ہو سکے۔

وعدہ جات کے لحاظ سے ۱۹۸۹ء میں ۱۹۸۸ء کے مقابل پر نمایاں فرق ہے۔ ۱۹۸۸ء میں ۳،۲۷،۴۲ سٹرلنگ پاؤنڈ کے وعدے موصول ہوئے تھے اور ۱۹۸۹ء میں ۶۰،۳۸۸ سٹرلنگ پاؤنڈز کے وعدے موصول ہوئے ہیں۔ یہ اضافہ بھی خدا کے فضل سے نمایاں ہے یعنی ۴۳ فیصد۔

وصولی میں بھی کم و بیش یہی شکل ہے۔ وصولی گزشتہ سال ۳،۲۷،۴۲ کے مقابل پر ۴۲،۴۳۲

تھی۔ باوجود اس کے بعض ممالک نے وعدے کے مطابق ادائیگی نہیں کی پھر بھی وصولی وعدے سے کچھ بڑھ گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض ممالک نے یا تو وعدہ نہیں بھجوایا تھا صرف وصولی بھجوائی ہے یا وعدے سے بڑھ کر وصولی کی۔ ۱۹۸۸ء میں وصولی ۴۳۲،۴۲ تھی اور ۱۹۸۹ء میں ۵۵۲،۶۱ یعنی ۳۸۸،۶۰ کے وعدے سے بھی زیادہ ۵۵۲،۶۱ وصولی ہوئی ہے اور یہاں اضافے کی شرح تھوڑی سی بڑھ گئی ہے وعدوں کے مقابل پر یعنی وصولی کے اعتبار سے گزشتہ سال پر ۴۵ فیصد اضافہ ہوا ہے۔

ممالک کی جو باہمی دوڑ ہے اس میں اوّل پوزیشن پہ جرمنی ہے اور گزشتہ چند سال سے جرمنی ساری دنیا کے لئے ایک چیلنج بن کر ابھر رہا ہے اور وہ بعض بڑے بڑے امیر ممالک جو پہلے جرمنی کو بہت پیچھے دیکھا کرتے تھے۔ ان کو میں نے متنبہ کرنا شروع کیا تھا کہ ”آیا ای آیا“ اور اب یہ بڑھنے لگا ہے لیکن باوجود اس Warning کے اس تنبیہ کے وہ آگے بڑھنے والے کو پیچھے نہیں ہٹا سکے اور وقف جدید میں بھی خدا کے فضل سے جرمنی اوّل آیا ہے۔ برطانیہ دوئم، کینیڈا بھی ایک ابھرنے والی جماعت ہے جس نے امریکہ کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ وہ سوم نمبر پر آیا ہے اور امریکہ چہارم ہے۔ انڈونیشیا پنجم۔ ناروے ششم۔ سوئٹزرلینڈ ہفتم، ڈنمارک ہشتم اور ماریشس نہم اور مسقط دہم۔ ماریشس کے متعلق میرا یہ خیال ہے کہ رپوٹ درست نہیں کیونکہ اس رپوٹ کے جو اعداد و شمار ہیں وہ ماریشس کے لحاظ سے ناقابل یقین ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ماریشس کی جماعت میں امسال ہر پہلو سے ترقی ہوئی ہے اور اخلاص کے لحاظ سے، جذبۂ قربانی کے لحاظ سے، تبلیغ کے لحاظ سے اور چندوں کے لحاظ سے، ملک میں وقار اور عظمت اور عزت کے لحاظ سے بہت غیر معمولی طور پر ماریشس کی جماعت آگے بڑھی ہے لیکن یہ اعداد و شمار مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وقف جدید میں پچھلے سال سے بہت پیچھے رہ گئی ہے گزشتہ سال ان کا وعدہ ۱۸۷۳ء پاؤنڈ سڑلنگ تھا اور اس کے مقابل پر ادائیگی انہوں نے ۲،۱۲۲ کی تھی اور امسال یہ اعداد و شمار بتا رہے ہیں کہ وعدہ ۲،۵۵۸ اور وصولی صرف ۱،۱۹۴۔ تو یقیناً کوئی غلطی ہوگئی ہے یا سیکرٹری صاحب وہاں ایسے آ گئے ہیں جو سارا سال سوئے رہے ہیں۔ بہر حال میں امید رکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ماریشس یہ داغ اپنے اوپر نہیں لگنے دے گا اور وعدے سے بڑھ کر وصولی کر کے اپنی پوزیشن کو بحال کرے گا۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک میں سے بھی بعض ممالک کو خدا کے فضل سے بڑی نمایاں طور پر قربانی کی توفیق ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان

سب کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ پس اس اعلان کے ساتھ کہ وقف جدید کا نیا سال شروع ہو رہا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت جس طرح باقی چندوں میں ہمیشہ مسلسل آگے بڑھنے والی رفتار کے ساتھ قربانیاں کرتی چلی آرہی ہے اور اس کی نیک جزائیں اس دنیا میں بھی پاتی ہے اور آخرت پر اس سے بڑھ کر توقعات رکھتی ہے اسی جذبے کے ساتھ وقف جدید کے اس نئے سال میں بھی ہم پہلے سے بڑھ کر قربانیوں میں حصہّ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہ نیا سال ساری دنیا کے لئے مبارک کرے۔

جماعت احمدیہ کے لئے خصوصیت کے ساتھ مبارک کرے کیونکہ ساری دنیا کی برکتیں آج جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہیں۔ آمین۔